مجلد

# سجدہ گاہ

فخر المحسنین محمدی
سلطان الافاضل
علی مراد خیرپور میرس سندھ

سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ لاہور ۱۷۶

# سجدہ گاہ

از

مولانا الحاج سید سبط الحسن صاحب قبلہ
فاضل ہنسوی

maablib.org

قیمت پچیس پیسہ

مطبوعہ :- نامی پریس لاہور -

# امامیہ مشن پاکستان

کے سلسلۂ اشاعت کا ایک انمول کتابچہ "سجدہ گاہ" آپ کے زیر نظر ہے۔ بعض نافہم حضرات سجدہ گاہ کے سلسلہ میں بے سروپا اعتراض کیا کرتے ہیں۔ ضرورت تھی کہ اس موضوع پہ ایک کتابچہ شائع کیا جائے۔ تاکہ سجدہ گاہ سے متعلق غلط فہمیوں کا تدارک ہو سکے۔ فاضل مؤلف جناب مولانا الحاج سبط الحسن صاحب فاضل ہنسوی (علیگڑھ) کی ذاتِ گرامی محتاج تعارف نہیں۔ ہم اس سے پہلے بھی ممدوح کی متعدد تحریریں شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اس کتابچے میں انھوں نے اختصار کے باوجود فریقین کی کتب سے مستند احادیث پیش کر کے یہ ثابت کیا ہے، نماز کے لیے سجدہ گاہ رکھنا سنتِ رسولؐ اور ائمۂ معصومین علیہم السلام کا اسوۂ حسنہ ہے۔

امید ہے کہ افرادِ ملت اس مفید کتابچہ کو بھی اپنے حلقۂ اثر میں مفت تقسیم کا اہتمام کریں گے۔ مفت تقسیم کے لیے قیمت میں پچاس فیصد رعایت دی جاتی ہے۔ والسلام

تعداد اشاعت آٹھ ہزار
جون ۱۹۶۴ء

آنریری جنرل سیکرٹری امامیہ مشن پاکستان ٹرسٹ
اردو بازار لاہور ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# سجدہ گاہ

## جائز السجود چیزیں

کتبِ فریقین میں سجدہ کے متعلق یہ حکم موجود ہے:-

لا تسجدوا الا علی الارض او ما انبتت الارض الا القطن والکتان۔ (زمین اور اس چیز پر جو روئی اور کتان کے علاوہ اُگی ہو اُس پر سجدہ کیا کرو)

تہذیب الاحکام جلد ۱ ص۲۲۵ (شیعہ) کنز العمال شیخ علی متقی جلد ۴ ص۱۱۳ (سنی)

مطلب یہ ہے کہ زمین یا وہ چیزیں جو زمین سے اگی ہوں، مگر کھائی یا پہنی نہ جاتی ہوں ان پر سجدہ کرنا درست ہے لیکن زمین سے ایسی روئیدہ ہونے والی چیزیں جو کھانے یا پہننے کے کام آتی ہیں ان پر سجدہ کرنا صحیح نہ ہوگا۔

روایات اہل بیت علیہم السلام سے اس پر روشنی پڑتی ہے کہ

ماکول وملبوس پر سجدہ کیوں نہ کرنا چاہیے۔ ملاحظہ ہو:۔

عن ھشام بن الحکم انہ قال لابی عبد اللہ اخبرنی عما یجوز السجود علیہ وعما لا یجوز قال السجود ولا یجوز الا علی الارض او علی ما انبتت الارض الا ما اکل او لبس۔ فقال لہ جعلت فداک ما لعلۃ فی ذالک قال ان السجود خضوع للہ عزو جل فلا ینبغی ان یکون علی ما یوکل و یلبس لان ابناء الدنیا عبید ما یا کلون و یلبسون والساجد فی سجودہ فی عبادۃ اللہ عز وجل فلا ینبغی ان یضع جبھتہ فی سجدہ علی معبود ابناء الذین اغتروا بغرورھا (وسائل الشیعہ لشیخ حر العاملی) (شیعہ)

ہشام ابن حکم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ارشاد فرمائیے، کس چیز پر سجدہ کرنا جائز ہے اور کس چیز پر ناجائز۔ حضرت نے فرمایا کہ زمین اور اس چیز پر جو زمین سے اُگی ہو مگر کھائی اور پہنی نہ جاتی ہو، سجدہ کرنا جائز ہے یعنی شے ماکول و ملبوس پر سجدہ ناجائز ہے۔

ہشام نے عرض کیا، آپ پہ فدا ہو جاؤں آخر ماکول وملبوس پر سجدہ کیوں ناجائز ہے؛ فرمایا، سجدہ خدا کی بارگاہ میں اظہار

خضوع کا ذریعہ ہے۔ اس لیے اشیاء ماکول و ملبوس اس کی سزاوار نہیں کہ ان پر سجدہ کیا جائے کیونکہ یہ ابناء دنیا کھانے اور پہننے والی چیزوں کے بندے ہیں اور سجدہ کرنے والا حالت سجدہ میں خدا کی عبادت میں ہوتا ہے۔ اس لیے بندگان خدا کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ سجدہ میں ایسی چیزوں پر اپنی پیشانی رکھیں جو دنیا والوں کے لیے بمنزلہ معبود ہیں اور جن سے وہ لوگ مبتلائے فریب ہیں۔

اس لیے خاک پر سجدہ کرنا افضل ہے۔ کیونکہ اس سے عبودیت کی شان اور تواضع و فروتنی کا اظہار ہوتا ہے۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خاک پر سجدہ کیا کرتے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے۔

عن ابی سعید قال رائیت رسول اللہ یسجد علی الماء والطین ورائیت اثر الطین علی جبھتہ۔

(صحیح بخاری حصہ اول صـ۱۰۴)

ابو سعید کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی اور مٹی پہ سجدہ کرتے دیکھا ہے اور حضرتؐ کی پیشانی پر (خاک پر سجدہ کرنے کی وجہ سے) مٹی کے نشانات دیکھے۔

آنحضرتؐ اپنے اصحاب سے ارشاد فرماتے تھے:۔

"عفروا وجوھکم" اپنے چہروں کو حالتِ سجدہ میں خاک آلود کرو۔ (صحیح ترمذی، سنن ابوداؤد، نسائی صحاح اہلسنت) کبھی تاکید فرماتے تھے :۔

"تمسحوا بالارض فانھا خیر لکم" اپنی پیشانی کو زمین سے لگاؤ اور مس کرو۔ اس میں تمھاری بہتری اور نیکی ہے (کنز العمال جلد ۴ ص ۱۱۳) (سنی)

بہر حال خاک پر سجدہ کرنا افضل ہے اور اس کے بعد ماکول و ملبوس پر جو زمین سے اگا کرتی ہے، ان چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح و درست ہے۔ ملا علی قاری نے شرح مسند ابو حنیفہ میں لکھا ہے کہ امام مالک زمین پر یا جنس زمین کے علاوہ سجدہ کرنا مکروہ جانتے تھے۔ (نیل الاوطار جلد ۲ ص ۱۰۱) (سنی) میں ہے کہ عروہ بن زبیر زمین کے علاوہ اور کسی چیز پر سجدہ کرنا مکروہ جانتے تھے اور یہی روایت فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول ص ۲۴۴ طبع دہلی (سنی) میں بھی ہے۔ طبرانی نے عبداللہ بن مسعود کے متعلق روایت کی ہے" انہ لا یصلی ولا یسجد الا علی الارض" (نیل الاوطار شوکانی (سنی) وہ زمین کے علاوہ نہ کسی چیز پر نماز پڑھتے تھے نہ سجدہ کرتے تھے "۔

اسی بنا پر ان قوما من اھل العلم اختاروا الصلوٰۃ علی الارض استحبابا۔ (صحیح ترمذی) ص ۴۴ (سنی)

" علماء کے ایک گروہ نے نماز کو زمین پر ادا کرنا سنت جانا ہے "۔

کبیری شرح منیتہ المصلی کے صفحہ ۲۸۳ (سنی) میں ہے کہ چمڑے اور پلاسٹک، پارچہ، کپاس اور ایسی چیزوں پر سجدہ نہ کرنا چاہیے، کپڑے پر سجدہ کرنے کے متعلق فتح الباری جلد اول صفحہ ۲۴۵ (سنی) میں ایک حدیث ہے :-

جب زمین کافی گرم ہو اور اس پر سجدہ کرنا دشوار ہو تو کپڑے کو رکھ کر سجدہ کیا جاسکتا ہے اس کے متعلق علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری (سنی) لکھتے ہیں۔ وفیہ اشارۃ الی مباشرۃ الارض عند السجود وھو الاصل لانہ علق بسط الثوب بعدم الاستطاعۃ اور اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دراصل سجدہ و نماز کے وقت پیشانی کو زمین سے ملانا ضروری ہے۔ اس لیے حدیث میں کپڑا رکھنا عدم امکان سے متعلق ہے۔

علامہ ابن حجر کی توضیح سے یہ صاف ظاہر ہے کہ کپڑے پر سجدہ مجبوری کے علاوہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔

علامہ شیخ منصور علی ناصف جو عصر حاضر کے علماء ازہر سے ہیں اپنی کتاب التاج الجامع الاصول کی شرح غایۃ المامول میں لکھتے ہیں:-

وفی روایۃ فاذا لم یستطع احدنا ان یمکن جبھتہ من الارض بسط ثوبہ فیسجد الیہ فلا یجوز للمصلی ان یسجد علی ثوبہ الا لضرورۃ

کما هنا وبه، قال الشافعی کما قال بوجوب کشف الجبهته (غایۃ المامول شرح التاج الجامع الاصول فی احادیث الرسول جلد اول ص ۲۰۶ (سنی)

"اور صحابہ کا یہ بیان جو احادیث میں ہے کہ جب ہم سے کسی کو اپنی پیشانی کا سجدہ کی حالت میں زمین پر رکھنا ممکن نہیں ہوتا تھا تو وہ کپڑے بچھا کر اس پر سجدہ کرتا تھا۔ اس پہ سجدہ کرنا اس امر پہ دلالت کرتا ہے کہ نماز پڑھنے والے کے لیے جائز نہیں ہے کہ بغیر کسی ضرورت کے وہ کپڑے پر سجدہ کرے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہے اور یہی فتویٰ امام شافعی کا ہے جس طرح ان کے نزدیک پیشانی کا کھلا ہونا واجب ہے۔"

وہ لوگ جو کپڑے پر سجدہ کرنا بغیر کسی عذر کے جائز نہ سمجھتے ہیں ان کی نزدیک آنحضرت ص کی اس حدیث سے کی گئی ہے جس کو امام مسلم و امام حاکم (سنی) نے روایت کیا ہے کہ :-

" و یرد علیهم حدیث مسلم والحاکم شکونا الی النبیؐ حر الرمضاء فی جباهنا واکفنا فلم یشکنا ای لم یسمع منا الا اذا تعذر" (غایۃ المامول جلد ا ص ۲۶۰ طبع مصر) (سنی)

" اصحاب نے آنحضرت ص سے گرم ریت پر سجدہ کرنے کی شکایت

کی کہ اس سے پیشانی اور ہتھیلی جلنے لگتی ہے تو آنحضرت ص نے ان کی شکایت پر توجہ نہیں فرمائی سوائے اس کے کہ جب واقعی ضرر کا سبب ہو۔"

مذہب اہل بیت میں جائز السجود چیزوں کے لیے یہ شرط بھی ہے کہ وہ طاہر ہوں اور غصبی نہ ہوں کیونکہ نجس یا مشکوک نجاست اور مغصوب پر سجدہ صحیح نہیں ہے۔

## سجدگاہ یا خمرہ

اس بنا پر ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی نمازی ایسے مقام یا مصلے پر نماز پڑھ رہا ہے جس پر سجدہ کرنا درست نہ ہو، اس لیے صحت سجدہ کے لیے اس کو ایسی سجدہ گاہ کی ضرورت ہوگی جس کو فارسی میں "مہرہ نماز" اور عربی میں "خمرہ" کہتے ہیں۔ خمرہ کے معنوں کے لیے کتب لغات حدیث ملاحظہ کی جائیں۔

کتاب النہایہ ابن اثیر (سنی) میں ہے:-

ا۔ الخمرۃ ھی مقدار ما یضع الرجل علیہ وجھہ فی سجودہ من حصیر او نسیجۃ خوص ونحوہ من النبات (النہایہ جلد اول ص ۳۵۶ طبع مصر)

"خمرہ اس کو کہتے ہیں جو مقدار میں اس قدر چھوٹی ہو کہ اس پر سجدہ کرنے میں اپنا چہرہ رکھ سکیں وہ یا تو چٹائی کی ہوتی ہے

یا کھجور کے پتوں سے بناتے ہیں یا کسی دوسری نباتاتی چیز سے بناتے ہیں۔"

تلخیص الصحاح ص۱۱۱ (سنی) میں ہے:-

۲- الخمرة حصیر صغیر من لیف او غیرہ بقدر الکف وھوالذی یتخذہ الآن الشیعة للسجود

"خمرہ" اس چھوٹی سی سجدہ گاہ کا نام ہے جو کھجور کے ریشوں سے ہتھیلی کے برابر بنائی جاتی ہے اور یہ وہی چیز ہے جس کو آج کل بھی شیعہ استعمال کرتے ہیں۔

۳- مجمع بحار الانوار علامہ محمد طاہر حنفی گجراتی فتنی

الخمرة وھی التی یسجد علیہ الآن الشیعة "خمرہ"

اس سجدہ گاہ کو کہتے ہیں جس پہ آج کل کے شیعہ سجدہ کرتے ہیں۔

(مجمع بحار الالباب الخامس المیم ص۲۷ مطبع نول کشور)

یہ تو کتب اہل سنت ہیں شیعہ لغت حدیث مجمع البحرین بھی ملاحظہ ہو

۱- الخمرة وقد تکرر فی الحدیث ذکر الخمرة والسجود علیھا وھی بالضم سجادة صغیرة تعمل من سعف النخل وھی مقدار ما یضع الرجل علیہ وجھہ فی سجودہ ولا یکون خمرة الا ھذا المقدار

(مجمع البحرین ص۲۴۶ طبع ایران)

خمرہ اور اس پہ سجدہ کرنے کا ذکر احادیث میں باربار آیا ہے

خمرہ سجدہ گاہ کو کہتے ہیں جو کھجور کے برگ و شاخ سے بنائی جاتی تھی۔ اور مقدار میں اتنی ہوتی ہے کہ سجدہ کرنے میں چہرہ اس پہ رکھا جا سکے اور جو اس سے بڑی ہو وہ خمرہ نہیں کہلائے گی عمومی کتب لغت میں بھی یہی ہے کہ وہ بقدر سجدہ گاہ ہوتی ہے جیسا کہ مشہور لغوی علامہ فیومی مصباح المنیر میں لکھتے ہیں:۔

الخمرۃ وزان غرفۃ حصیر صغیرۃ قدر ما یسجد علیہ مصباح المنیر (جزو اول ص۸۵ طبع مصر) خمرہ بروزن غرفہ اس قدر چھوٹا چٹائی کا ٹکڑا ہے جس پر سجدہ ہو سکے ان سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ:۔

"خمرہ عربی میں مہرۂ نماز یا سجدہ گاہ کو کہتے ہیں جو کھجور کی شاخ یا پتے یا کسی دوسرے اجزاء نبات مثل چوب وغیرہ سے بنائی جاتی ہے اور یہ بالکل وہی چیز ہے جس کو بطور سجدہ گاہ کے شیعہ استعمال کرتے ہیں۔ عام اس سے کہ وہ خاکی ہو یا چوبی"

## احادیث اہلبیتؑ میں خمرہ کا ورود مطلق سجدہ گاہ کے معنوں میں ہے

چنانچہ بعض احادیث اہل بیتؑ میں خمرہ مطلق سجدہ گاہ کے معنوں میں وارد ہوتا ہے عام اس سے کہ جائز السجود اشیاء میں سے کسی چیز کی کیوں نہ ہو۔ مثلاً:۔

ا۔ عن ابی الحسن موسیٰ علیہ السلام لا تستغنی

شیعتنا من اربع خمرۃ یصلی علیہا وخاتم یتختم بہا وسواک یستاک بہ وسبحۃ من طین قبر ابی عبد اللہ الحسین (وسائل الشیعہ کتاب المزار للمجلس)

"امام موسیٰ کاظمؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ چار چیزیں ایسی ہیں جو ہمارے شیعوں کے لیے ضروری ہیں کہ اپنے پاس رکھیں۔ نماز کے لیے سجدہ گاہ، انگوٹھی، مسواک، تسبیح خاکِ پاک کربلا کی۔"

۲۔ عن ابی جعفر قال سألتہ عن المریض کیف یسجد قال علی خمرۃ او مروحۃ او علی سواک یرفعہ الیہ وھو افضل من الایماء (وسائل الشیعہ)

"امام محمد باقرؑ سے راوی نے سوال کیا کہ مریض کس طرح سجدہ کرے، فرمایا: خمرہ یعنی سجدہ گاہ یا پنکھا یا مسواک پر سجدہ کرے اس طرح پر کہ ان کو اٹھا کر پیشانی تک لے جائے اور یہ طریقہ باشارہ سجدہ کرنے سے افضل ہے۔"

۳۔ قال ابو عبد اللہ علیہ السلام السجود علی الارض فریضۃ وعلی الخمرۃ سنۃ (فروع کافی، وسائل الشیعہ)

"امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا زمین پر سجدہ کرنا فریضہ اور خمرہ (سجدہ گاہ) پر سنت ہے۔"

۴۔ احتجاج طبرسی میں محمد بن عبد اللہ بن جعفر الحمیری سے

سے روایت ہے کہ انھوں نے امام عصر صاحب الزمان عجل اللہ فرجہٗ سے بذریعہ تحریر یہ مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص شب تار میں نماز پڑھ رہا ہے جب سجدہ میں جاتا ہے تو سجدہ میں غلطی ہو جاتی ہے، بجائے سجدہ گاہ کے اپنی پیشانی کو روئی یا چرمی فرش پر رکھ دیتا ہے، اور سر اٹھانے کے بعد خمرہ مل جاتی ہے تو اس صورت میں اس کا یہ سجدہ شمار کیا جائے گا یا نہیں؛ حضرت نے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ فکتب الیہ فی الجواب مالم یستو جالسا فلا شیٔ علیہ فی رفع راسہ لطلب الخمرۃ (احتجاج طبرسی، کتاب الغیبۃ للطوسی، وسائل الشیعہ) "جب تک سجدہ کے بعد ٹھیک سے بیٹھ نہ جائے صرف خمرہ (سجدہ گاہ) کی تلاش میں سر اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

## آنحضرتؐ نماز میں خمرہ پر سجدہ کرتے تھے۔

لغت و حدیث سے یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ خمرہ (سجدہ گاہ) کو کہتے ہیں۔ یہ بحث رہ جاتی ہے کہ خود آنحضرتؐ خمرہ یعنی سجدہ گاہ استعمال فرماتے تھے یا نہیں۔

صحاح و دیگر کتب اہل سنت سے یہ ثابت ہے کہ آنحضرتؐ "سجدہ گاہ" پر سجدہ فرماتے تھے۔

ملاحظہ ہو:-

بخاری باب الصلوٰۃ علی الخمرہ ۔ قالت میمونہ ام المؤمنین
وکان علیہ الصلوٰۃ والسلام یصلی علی الخمرۃ
(بخاری جلد اول صفحہ ۲۲۶) (سنی)
"ام المومنین جناب میمونہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم خمرہ یعنی سجدہ گاہ پر نماز پڑھا کرتے تھے۔"
یہی سنن ابی داؤد باب الصلوٰۃ علی الخمرہ میں بھی ہے :-
حدثتنی میمونہ بنت الحارث قالت وکان
یصلی علی الخمرۃ (سنن ابوداؤد صفحہ ۹۷ طبع محمدی پریس دہلی)
(سنی) "بی بی میمونہ بنت حارث بیان کرتی ہیں کہ حضور صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ (سجدہ گاہ) پر نماز پڑھا کرتے تھے۔"
اسی طرح طبقات الکبریٰ ابن سعد میں ام المومنین عائشہ، میمونہ، ام سلمہ
اور ابن عمر سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ (سجدہ گاہ)
پر نماز پڑھتے تھے (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۲۳۱ طبع مصر) (سنی)
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانماز میں سجدہ گاہ رہا کرتی تھی
جس پر آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہے۔
عن ابی قلابہ قال دخلت بیت ام سلمۃ فقالت
انبۃ انبھا ام کلثوم عن مصلی النبیؐ فاشرتنی
المسجد فاذانبہ خمرۃ فاردت ان انجیھا فقالت
ان النبی کان یصلی علی الخمرۃ (الطبقات الکبریٰ

لابن سعد الجزو الثانی ص۱۱۲ طبع مصر)

"ابو قلابہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ جناب ام سلمہ کے گھر گیا اور ان کی پوتی ام کلثوم سے رسول اللہ کی جانماز کے متعلق دریافت کیا۔ پس انھوں نے مجھے اسے دکھلا دیا، میں نے دیکھا کہ اس میں خمرہ (سجدہ گاہ) بھی ہے میں نے چاہا کہ اس کو وہاں سے ہٹا دوں۔ یہ دیکھ کر انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمرہ (سجدہ گاہ) پر نماز پڑھا کرتے تھے۔"

کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ سجدہ گاہ نہیں ہوتی تھی تو آپ اس کو بی بی عائشہ صدیقہ یا کسی اور سے طلب فرما لیتے تھے۔

قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا، قال رسول اللہِ صلعم ناولینی الخمرۃ من المسجد قالت قلت انی حائض فقال ان حیضتک لست فی یدک

"حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے مجھ سے فرمایا کہ "خمرہ" مجھے لا دو۔ میں نے عرض کیا یا حضرتؐ میں ایام کی نجاست میں ہوں۔ فرمایا، ہاتھ میں تو نجاست نہیں ہے۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:—

قال حدثنی عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہؐ کان فی المسجد فقال للجاریۃ۔ ناولینی الخمرۃ

فقالت انا حائض فقال ان حیضتها لیست فی یدھا۔

"بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ سجادہ پر تھے آپ نے کنیز سے فرمایا مجھے خمرہ (سجدہ گاہ) لا دو۔ اس نے بھی عذر کیا کہ میں ایام حیض سے ہوں۔ فرمایا، ہاتھ تو نجس نہیں ہیں" (دونوں روایات طبقات ابن سعد جلد سوم ص۲۳۱ طبع مصر (سنی) میں ہیں)

## آنحضرتؐ کی سجدہ گاہ کس چیز کی تھی؟

اہل سنت کے متذکرہ بالا احادیث معتبرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم خمرہ (سجدہ گاہ) پر سجدہ کرتے تھے لیکن اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ یہ خمرہ کسی نباتی چیز سے بنا ہوا تھا یا خاک کا تھا کتب اہل سنت کے حوالہ سے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ آنحضرتؐ خاک پر سجدہ کرنے کی تاکید فرماتے تھے اور آپ کی پیشانی مبارک خاک پر سجدہ کرنے کی وجہ سے گرد آلود رہتی تھی۔ خاک پر سجدہ کرنا آنحضرتؐ کے شمائل مبارک سے ہے۔ اسی بنا پر بعض اصحاب بھی خاک پر سجدہ کرتے تھے۔ صرف احادیث اہل سنت ہی سے نہیں، بلکہ احادیث اہل بیتؑ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ خاک پر سجدہ کرنے کو درست رکھتے تھے۔

انہ سأل اباعبداللہ عن السجود علی الحصیر والبواری فقال لاباس وان یسجد علی الارض احب الی فان رسول اللہ صلعم کان یحب ذالک ان یکون جبھتہ علی الارض فانا احب لک ما کان رسول اللہ احبہ ( وسائل الشیعہ حر عاملی )

"ایک سائل نے امام جعفر صادقؑ سے چٹائی اور بوریہ پر سجدہ کرنے کے متعلق دریافت کیا۔ حضرتؑ نے ارشاد فرمایا ان پر سجدہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ لیکن خاک پر سجدہ کرنے کو میں زیادہ دوست رکھتا ہوں، اس لیے کہ رسول اللہؐ اس کو دوست رکھتے تھے کہ آپ کی پیشانی سجدہ کی حالت میں خاک پر ہو اس لیے میں بھی تمھارے لیے اسی چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو رسول اللہؐ پسند فرماتے تھے۔"

ایک دوسری حدیث میں امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں:—

ان السجود علی الارض افضل لانہ یبلغ فی التواضع والخضوع للہ ( وسائل الشیعہ )

"خاک پر سجدہ کرنا افضل ہے کیونکہ اس سے کمال تواضع وخشوع کا اظہار ہوتا ہے۔"

اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سجدہ گاہ یا خمرہ بھی پاک پاکیزہ خاک کی ہوگی جس پر سجدہ کرنا آپ کا معمول رہا ہوگا۔ اس امکان

سے اس کی نفی مطلوب نہیں ہے کہ آپ نے کسی ایسی خمرہ یا سجدہ گاہ پر سجدہ نہیں کیا جو نباتی رہی ہو، بلکہ مقصد یہ ہے کہ آنحضرتؐ زیادہ تر خاکی سجدہ گاہ پر سجدہ فرماتے تھے۔

## ائمہ اہلبیت بھی سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے تھے

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرح ائمہ اہل بیت علیہم السلام بھی خمرہ یا سجدہ گاہ پر سجدہ فرماتے تھے۔ جیسا کہ روایت معتبرہ میں ہے :-

۱- عن احدهما قال كان ابی یصلی علی الخمرة یجعلها علی الطنفسة ویسجد علیها فاذا لم یکن خمرة جعل حصاة علی الطنفسة حیث یسجد۔

(فروع کافی للکلینی فی کتاب الصلوٰۃ و وسائل الشیعہ)

"معصومؑ فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام علیہ السلام خمرہ (سجدہ گاہ) پر نماز پڑھتے تھے۔ آپ اپنی اس خمرہ (سجدہ گاہ) کو جا نماز پر رکھ دیتے تھے اور اسی پر سجدہ کرتے تھے اور اگر کبھی خمرہ (سجدہ گاہ) نہ ہوتی تو جانماز پر محل سجدہ پر سنگریزے رکھ کر سجدہ فرماتے۔

۲- قال ابو عبد الله دعا ابی بالخمرة فابطات علیه فاخذ کفا من الحصا فجعله علی البساط

ترجمہ (فروع کافی کتاب الصلوٰۃ وسائل الشیعہ)

"امام جعفر صادق ع فرماتے ہیں کہ میرے پدر بزرگوار امام محمد باقر ع نے خمرہ (سجدہ گاہ) طلب فرمایا جب اس کے آنے میں دیر ہوئی تو آپ نے ایک مٹھی سنگریزوں کو اپنی بساط پر رکھ کر اس پر سجدہ فرمایا۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خمرہ (سجدہ گاہ) نہ ہونے کی وجہ سے سنگریزوں پر معصوم ع نے سجدہ کیا۔ غالباً یہ سجدہ گاہ بھی خاک ہی کی ہوگی۔ کیونکہ یہ حضرات خاک پر سجدہ کرنے کو افضل اور اس سے کمال تواضع و خشوع کا اظہار سمجھتے تھے۔ اور اپنے ماننے والوں کو بھی خاک پر سجدہ کرنے کا حکم دیتے تھے۔

## خمرہ یا سجدہ گاہ غیر جائز السجود چیزوں کی بھی بنتی تھی جس پر سجدہ کرنے سے ائمہ اہلبیت ع روکتے تھے

یہ ملحوظ رہے کہ خمرہ صرف ناف، کھجور کی چھال، شاخ، پتے، چوب، صرف اشیاء نباتی ہی کی نہیں ہوتی تھی بلکہ جائز السجود چیزوں کے علاوہ ایسی اشیاء سے بھی بنائی جاتی تھیں جو مذہب اہلبیت ع میں غیر جائز السجود ہوتی تھیں۔ کیونکہ اس عہد میں بعض فقہا ایسے

بھی ہوئے ہیں جو مذہب اہلبیتؑ کے خلاف فتاویٰ دیتے تھے۔ چنانچہ مدینہ میں ایسی سجدہ گاہیں بھی تیار کی جاتی تھیں جو چمڑے کی ہوا تھیں جن پر سجدہ کرنا بعض فقہاء مدینہ جائز سمجھتے تھے۔ چنانچہ علامہ بن یعقوب الکلینی فروع کافی میں روایت کرتے ہیں:۔

عن علی بن ریان قال کتب بعض اصحابنا الیہ بید ابراھیم بن عقبہ یسئالہ یعنی اباجعفر عن الصلوٰۃ الخمرۃ المدینۃ فکتب وصل فیھا ما کان معمولا بخیوطہ ولا تصلی کان علی ما کان معمولا بسیورہ (فروع کافی کتاب الصلوٰۃ صے ۱۹۶ طبع نول کشور، وسائل الشیعہ)

"علی بن ریان سے روایت ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے امام محمد باقرؑ سے ابراہیم بن عقبہ کے ذریعہ لکھکر دریافت کیا کہ مدینہ کی بنی ہوئی خمرہ (سجدہ گاہ) پر نماز پڑھنا کیسا ہے؟ حضرتؑ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ جو خمرہ ریشہ و چھال سے بنی ہو اس پر نماز پڑھو، لیکن جو چمڑے کی ہو اس پر نہ پڑھو۔

## بزرگان اہلسنت خاک کی سجدہ گاہ پر سجدہ کرتے تھے

اسی بنا پر بعض بزرگان اہلسنت بھی اس قسم کے خمرہ

سجدہ گاہ خاکی رکھ کر سجدہ کیا کرتے تھے جیسا کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے متعلق روایت ہے :-

روی عن عمر بن عبد العزیز انہ کان یوتی بتراب فیوضع علی الخمرۃ فیسجد علیہ مبالغۃ فی التواضع والخشوع (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۲ ص ۱۲۴ طبع مصر) (سنی)

"خلیفہ عمر بن عبد العزیز کمال تواضع وخشوع کے لیے مٹی کی سجدہ گاہ منگا کر خمرہ پر رکھتے تھے اور اس پر سجدہ کرتے تھے۔"

صرف یہی نہیں بلکہ بعض اکابر اہل سنت اس خوف سے کہ خاک کی سجدہ گاہ نہ ملے اپنے ہمراہ خشت گلی رکھ لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مشہور تابعی و فقیہہ مسروق بن الاجداع متوفی ۶۳ھ جن سے خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا تھا کہ تم اپنے باپ اجدع کا نام بدل کر عبد الرحمن رکھو۔ ان کے متعلق ہے کہ کشتی پر سوار ہوتے وقت سجدہ کرنے کے لیے وہ اپنے ساتھ خشت گلی رکھ لیتے تھے (فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد دوم ص ۱۰ طبع لاہور) (سنی)

## سجدہ گاہ تربت حسینیہ ؑ

بہرحال فریقین کی روایات و احادیث سے یہ ثابت ہے

کہ خاک پر سجدہ کرنا افضل ہے۔ اور پیغمبر اسلامؐ کی یہ سنت مرتبہ ہے۔ اس لیے خاک پر سجدہ کرنے کا رواج تبیعین سنت میں رہا اور صحابہ و تابعین اتباعاً خمرۂ تراب پر سجدہ کرتے رہے یہاں تک کہ ۶۱ھ میں خاکِ کربلا میں سیّدالشہداء امام حسینؑ کا خون شامل ہو گیا۔ اب یہ شرف اس خاک پاک کو حاصل ہو گیا کہ اس کے اوپر سجدہ کر کے بندہ تقربِ خدا حاصل کرے چنانچہ اہل بیت علیہم السلام نے تربتِ مطہرہ کے اس شرف سے دنیا کو روشناس کرایا۔ علامہ ابن شہر آشوب مازندرانی مصباح کے حوالے سے مظلومِ کربلاؑ امام زین العابدینؑ کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

کان لہ خریطۃ فیھا تربۃ الحسین علیہ السلام وکان لا یسجد الا علی التراب۔

"حضرت کے پاس ایک خریطہ تھا جس میں تربتِ حسینیہ تھی اور حضرت اس خاک پاک کے علاوہ کسی دوسری چیز پر سجدہ نہیں فرماتے تھے۔"

اسی طرح ارشاد الدیلمی کے حوالے سے شیخ حر عاملی، امام جعفر صادق کے متعلق لکھتے ہیں:۔

کان الصادق لا یسجد الا علی تربۃ الحسین تذللاً واستکانۃ الیہ (وسائل الشیعہ)

"امام جعفر صادق علیہ السلام فروتنی اور انکساری کے لحاظ سے سوائے تربت حسینیہ (خاکِ کربلا) کے کسی دوسری چیز پر سجدہ نہیں کرتے تھے۔

حضرتؑ ہی کے متعلق یہ صراحت سے موجود ہے:-

کان لابی عبد اللہ خرلطیۃ دیباج صفراء فیھا تربۃ ابی عبد اللہ فکان اذا حضرت الصلوٰۃ صبہ علی سجادۃ وسجد علیہ ثم قال ان السجود علی تربۃ الی عبد اللہ یخرق الحجب السبع (وسائل الشیعہ)

"امام جعفر صادق کے پاس پارچہ دیبا کا ایک خریطہ زرد رنگ کا تھا جس میں تربت (قبر امام حسینؑ) تھی جب نماز کا وقت آتا تو آپ اس خاکِ پاک کو اپنے سجادے پر الٹ لیتے تھے اور اس پر سجدہ کرتے تھے۔ پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ حضرت ابو عبد اللہ الحسینؑ کی خاک قبر پر سجدہ کرنا حجاب ہائے ہفتگانہ کو چاک کر دیتا ہے"

ایک دوسری حدیث میں امام جعفر صادقؑ ارشاد فرماتے ہیں:-

السجود علی طین قبر الحسینؑ ینور الی الارضین السبعۃ۔ (وسائل الشیعہ)

"خاکِ قبر امام حسینؑ پر سجدہ کرنا روشن کر دیتا ہے

ساتوں طبقاتِ زمین کو۔"

ائمہ معصومین ؑ کے عمل اور ان احادیث فضیلت تربت مقدسہ نے محبانِ اہل بیت ؑ کو خاکِ کربلا کی حقیقی منزلت کو پہچنوایا۔ آپ شیعیانِ اہل بیت ؑ نہ صرف خاکِ کربلا پر سجدہ کرنے لگے بلکہ تربتِ مقدسہ حسینیہ کی سجدہ گاہیں بنا کر اپنے پاس رکھنا ان کا شعار ہو گیا۔ کیونکہ احادیثِ اہل بیت ؑ میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ یہ خاکِ پاک ہر مرض کے لیے شفا ہے اور مومنین کو ہر بلا سے محفوظ رکھتی ہے۔ عہدِ معصوم ہی میں خاک پاک کی سجدہ گاہیں لوح (تختی) کی شکل میں بننے لگیں تھیں۔ چنانچہ زمانۂ غیبتِ صغریٰ ۲۶۲ھ تا ۳۲۸ھ میں حضرت ولی الرحمٰن صاحب الزمان علیہ الالف التحیتہ والسلام سے محمد بن عبد اللہ الحمیری نے ۳۰۸ھ میں عریضہ کے ذریعہ دریافت کیا کہ :۔

انہ کتب الیہ لیسئالہ عن السجدۃ علی لوح من طین قبر الحسین وھل فیہ فضل فاجاب علیہ السلام یجوز ذالک وفیہ الفضل (احتجاج طبرسی صہ ۲۵۴ طبع تبریز وسائل الشیعہ)

"کیا ان تختیوں (سجدہ گاہ) پر جو خاکِ قبر حسین ؑ سے

بنائی جاتی ہیں سجدہ صحیح ہے؟ اور اس پر سجدہ کرنا فضیلت رکھتا ہے۔ حضرت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ خاکِ کربلا کی سجدہ گاہ پر سجدہ کرنا جائز ہے، اور فضیلت بھی اسی کو ہے۔"

اس عہد میں خاکِ پاک کربلا کی سجدہ گاہیں جو لوح کی شکل میں ہوتی تھیں اس کا رواج شیعوں میں بہت عام ہو گیا تھا۔ اسی عمومی رواج کی بناء پر ابو دلف مسعر بن مہلیل الخزرجی الینبوعی معاصر صاحب بن عبادہ متوفی ۳۸۵ھ اپنے مشہور قصیدہ ساسانیہ میں کہتا ہے:-

وامنا منفد الطین
واصحاب اللحی الخمر

اس شعر کی شرح میں ثعالبی متوفی ۴۲۹ھ لکھتا ہے:-

قوم یخضبون لحاهم بالحنا ویدعون انهم شیعة ویحملون السبح والالواح من الطین ویزعمون انها من قبر الحسین بن علی رضی الله عنهما فیتحفون بها الشیعه (تیمیه الدهر علامه ثعالبی جلد ۳ ص ۲۳ طبع مصر)

شاعر نے اس سے اس قوم کو مراد لیا ہے جو ڈاڑھی میں مہندی کا خضاب کرتے ہیں اور دعوی کرتے ہیں کہ

وہ شیعہ ہیں اور مٹی کی تسبیحیں اور تختیاں (سجدہ گاہ) ساتھ رکھتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ قبر حسینؓ بن علیؓ رضی اللہ عنہما کی مٹی ہے۔ اس لیے وہ شیعوں کو اس کا تحفہ دیتے ہیں۔

شاعر اس کے بعد دوسرے شعر میں کہتا ہے :-

ومنا النائح المنکر

ومنا المنشد المطوی

اس کی شرح میں ثعالبی لکھتا ہے :-

النائح المبکی، قوم ینوحون علی الحسین بن علی ویوردون الاشعار فی فضائلہ و مراثیہ رضی اللہ عنہ (تیمیۃ الدھر ابومنصور عبد الملک ثعالبی) (جلد ۳ صفحہ ۲۳ طبع مصر)

"اس سے بھی وہی قوم شیعہ مراد ہے جو حسینؓ بن علیؓ پر نوحہ و ماتم کرتی رہتی ہے اور آپ کے فضائل کے اشعار اور مرثیے سناتے رہتے ہیں۔"

جن باتوں کی طرف شاعر اشارہ کر رہا ہے اور جس کی تشریح ثعالبی نے کی ہے یہ طریقہ آج تک شیعوں میں جاری ہے آج تک تختیوں کی شکل میں بھی سجدہ گاہیں خاک کربلا کی بنتی ہیں۔ اور کربلا معلی سے زائر واپس آتا ہے تو خاک کی سجدہ گاہ اور تسبیح تحفہ میں دیتا

ہے اور آج بھی اسی شان سے ہر شیعہ عزلئے امام مظلوم ؑ میں مصروف ہو کر مرثیہ و نوحہ خوانی کرتا ہے۔

# خاکِ پاک کی تسبیح

اب رہا خاک پاکِ کربلا کی تسبیح کا رواج اس کے متعلق علامہ مجلسی اپنی کتاب مزار من مجلدات البحار میں لکھتے ہیں:۔

وروی مولف المزار الکبیر باسنادہ عن ابراھیم بن محمد الثقفی عن ابیہ عن الصادق جعفر بن محمد علیہما السلام قال ان فاطمۃ بنت محمد ؐ رسول اللہ کانت سبحتہا من خیط صوف منقتل معقود علیہ عدد الکبیرات وکانت علیہا السلام تدیرھا بیدیھا تکبر و تسبیح حتی قتل حمزہ بن عبد المطلب فما ستعملت تربتہ وعملت التسابیح فاستعملہا الناس علیہ عدل بالامر الیہ فاستعملوا تربتہ لما فیہا من الفضل والمزیۃ۔

(کتاب المزار محمد باقر مجلسی)

"مولف کتاب مزار کبیر نے باسناد خود ابراہیم بن محمّد ثقفی سے نقل کیا ہے کہ ان کے باپ محمّد، حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی تسبیح ابتداء میں بٹے ہوئے صوف کے ڈورے کی تھی جس میں تکبیر و تسبیح و تحمید کے شمار اعداد کے مطابق گرہیں دی ہوئی تھیں جس پہ آپ تسبیح پڑھا کرتی تھیں۔ جب حضرت حمزہ شہید ہو گئے تو آپ نے ان کی خاک قبر سے مٹی کی تسبیح بنائی اور عام طور سے خاک قبر حضرت حمزہ کی تسبیحیں لوگوں میں رائج ہو گئیں لیکن جب امام حسینؑ کی شہادت کربلا میں واقع ہو گئی تو تربت حسینیہؑ کے شرف اور بزرگی کی وجہ سے اس خاک پاک کی تسبیح کا رواج ہو گیا۔

لیکن اس کے بعد بھی جناب حمزہ کی خاک قبر کی تسبیحیں بنتی رہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ سے یہ سوال کیا گیا کہ :۔

و فی کتاب الحسن بن محبوب ان اباعبداللہ علیہ السلام سئل عن استعمال السبح من طین قبر حمزہ و قبر الحسین علیہما السلام والتفاضل بینہما ، فقال

السبحة التی هی من طین قبر الحسین
تسبیح بید الرجل بغیر ان یسبح۔

(کتاب مزار من مجلدات البحار)

"خاک قبر حضرت حمزہ اور خاک پاک قبر حضرت امام حسین علیہ السلام کی بنی ہوئی تسبیحیں جو استعمال ہوتی ہیں ان میں سے کس کو زیادہ شرف وفضیلت ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تربت مطہرہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے جو تسبیح بنتی ہے اس کی فضیلت ہے کہ بغیر ذکر تسبیح صرف ہاتھ میں رکھنے سے ثواب ذکر تسبیح ملتا ہے۔ اس حدیث کے علاوہ دوسری احادیث سے بھی خاک کربلا کی تسبیحوں کا شرف ظاہر ہوتا ہے۔ جو کتب احادیث اہل بیتؑ میں اپنے مقام پر موجود ہیں۔ بلکہ بعض احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خاک پاک کی تسبیح رکھنا خصوصیات شیعہ میں داخل ہے۔ اس لیے شیعہ عام طور سے خاک پاک کی تسبیح ضرور رکھتے ہیں، خواہ وہ سجدہ گاہ چوبی ہی کیوں نہ ہو، استعمال کرتے ہیں البتہ سواد اعظم مسلمین کی فقہ کی تدوین کچھ ایسے

حالات میں ہوئی جس سے فقہ اہل بیتؑ سے اس کو جگہ جگہ پہ اختلاف کرنا پڑا۔ منجملہ ان کے سجدہ گاہ یا خمرہ کا ترک استعمال بھی ہے اگرچہ سنتِ رسولؐ، عملِ اصحاب و تابعین سے ثابت ہے، لیکن مزاجِ فقۂ عامہ نے اس کو قبول نہیں کیا ورنہ احادیث و عملِ صالحین سلف کی بناء پہ اس مسئلہ میں شیعہ و سُنّی دونوں متحد ہیں۔